امام بخاریؒ اور ان کی علمی خدمات

جناب عبد الرشید عراقی صاحب

(۳)

صحتِ بخاری پر اجماعِ امت

الجامع الصحیح کی صحت کے متعلق علمائے متقدمین و محدثین کرام نے اتنا لکھا ہے کہ اگر ان سب کو ایک جگہ جمع کر دیا جائے تو ایک اچھی خاصی کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ لیکن نمونۃً مشتے از خروارے حاضر خدمت ہے۔

حافظ ابن الصلاح (م ۶۴۳ھ) لکھتے ہیں:-

وکتابهما اصح الکتب بعد کتاب الله العزیز ثم ان کتاب البخاری اصح الکتابین صحیحا واکثرها فوائد[1]

یعنی کتاب اللہ کے بعد بخاری و مسلم کی کتاب سب سے صحیح ترین کتاب ہے، پھر ان دونوں صحیح کتابوں میں صحیح بخاری کا درجہ باعتبار صحت مقدم ہے اور اکثر الفوائد ہونے کے اعتبار سے صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر تقدم حاصل ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں۔

والاجماع حاصل علی ان لهما مزیة فیهما یرجع الی نفس الصحة[2]

یعنی صحیحین کی حدیثوں کی صحت ہی کی وجہ سے ان دونوں کی مزیت و فضیلت

---

[1] مقدمہ ابن الصلاح ص ۷

[2] شرح نخبہ۔

پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔

مولانا عبدالحی لکھنوی (م ۱۳۰۴ھ) نے اپنی کتاب ظفر الامانی میں امام نووی (م ۶۷۶ھ) کا یہ قول نقل کیا ہے۔

اتفق الجمهور على ان صحيح البخارى اصحها صحيحا واكثرها فوائد[1]

یعنی جمہور اُمت کا فیصلہ متفقہ یہ ہے کہ صحیح بخاری صحیح مسلم سے زیادہ صحیح ہے اور زیادہ فوائد پر مشتمل ہے۔

حضرت الامام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں:

اما الصحيحان فقد اتفق المحدثون على ان جميع ما فيهما من المتصل المرفوع صحيح بالقطع[2]

یعنی صحیحین (بخاری و مسلم) کے متعلق تمام محدثین اُمت کا اس پر اتفاق ہے کہ بخاری و مسلم کے مرفوع متصل حدیثیں تمام کی تمام صحیح ہیں۔

امام شوکانی (م ۱۲۵۰ھ) لکھتے ہیں:

واعلم ان ما كان من الاحاديث فى الصحيحين او فى احدهما جاز الاحتجاج به من دون بحث لانهما التزما الصحة وتلقت ما فيهما الامة بالقبول[3]

اے مخاطب اس چیز کو جان لے کہ جو حدیثیں بخاری و مسلم میں ہیں یا کسی ایک کتاب میں یعنی بخاری میں یا مسلم میں۔ پوری صحت کا التزام ہے۔ اور یہ سب قابلِ احتجاج ہیں۔ ان میں کوئی بحث راوی وغیرہ کی نہ کی جائے، کیونکہ بخاری و مسلم نے

---

[1] ظفر الامانی ص ۶۱

[2] حجۃ ج ۱ ص ۱۳۴

[3] نیل الاوطار ج ص ۱۲

پوری پوری صحت کا التزام کیا ہے اور اُمت نے ان روایات کو قبول کیا ہے۔
شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) لکھتے ہیں:

فاعلم ان الذی تقرر عند جمہور المحدثین ان صحیح البخاری مقدم علی سائر الکتب المصنفة حتی قالوا اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح البخاری[1]

یعنی جمہور محدثین کے نزدیک صحیح بخاری تمام کتب مصنفہ (در علم حدیث) پر مقدم ہے اور محدثین کا مشہور مقولہ ہے کہ سب کتبِ حدیث میں بعد قرآن مجید صحیح بخاری ہے۔

الجامع الصحیح کے ابواب و روایات کی تعداد

صحیح بخاری میں ۱۶۰ کتاب ہیں۔ ۳۴۵۰ ابواب ہیں۔ اور ان تمام شیوخ کی تعداد جن سے صحیح بخاری کی حدیثیں لی گئی ہیں ۲۸۹ ہے۔ ۱۳۴ مشائخ ایسے ہیں جن سے مسلم نے روایت نہیں کیا۔ صرف امام بخاری نے روایت کی ہے۔
تکرار کے ساتھ بخاری کی روایات کی تعداد ۷۲۷۵ ہے اور عدم تکرار کے ساتھ ۴۰۰۰ ہے[2]
حافظ ابن حجر (م ۸۵۲ھ) نے لکھا ہے کہ مرفوع روایات کی تعداد ۷۳۹۷ ہے۔
تکرار کے ساتھ متابعات و تعلیقات کی تعداد ۱۳۴۱ ہے، جن میں اکثر کو امام بخاری نے مسنداً بیان کر دیا ہے اور موقوفاتِ صحابہ اور مقطوعاتِ تابعین کی تعداد ۳۴۱ ہے۔ اس طرح مجموعی تعداد ۹۰۸۲ ہے۔ غیر مکرر روایات مرفوعہ ۲۳۵۳ اور غیر مکرر متابع و معلق ۱۶۰ ہیں۔ اس طرح غیر مکرر مجموعہ ۲۵۱۳ ہے۔ اس تعداد میں آثار صحابہ و تابعین جن کا تراجم ابواب میں تذکرہ ہے، شامل نہیں ہیں[3]

صحیح بخاری کے شروح و حواشی

صحیح بخاری کی حسنِ قبولیت اور بلند پایہ ہونے کا اندازہ اس سے

---

[1] مقدمہ شرح مشکوٰۃ المصابیح (لمعات)
[2] تدریب الراوی امام نووی (م ۶۷۶ھ)
[3] مقدمہ فتح الباری ص ۴۶۵

ہو سکتا ہے کہ سلف سے لے کر خلف تک علمائے اسلام کی بلا امتیاز کسی فرقہ کے برابر اس کی خدمت میں مصروف رہے ہیں۔ کسی نے شرح لکھی، کسی نے اس کے رجال پر توجہ دی۔ بعضوں نے ابواب فقیہہ اور تراجم ابواب کے دقائق کی چھان بین کی۔ کسی نے اس کی تجرید کی، کسی نے اختصار، کسی نے تعلیقات لکھیں، کسی نے حواشی لکھے۔ اکثر اہلِ علم نے الفاظ غریب مشکلہ کے لغات لکھے، کسی نے نحوی مسائل پر توجہ کی۔ بعض نے اس کے شروط پر بحث کی۔ اس کی شرح میں بعض نے مبسوط، کسی نے متوسط اور کسی نے مختصر لکھی۔ صحیح بخاری کے متعلق مکمل استقصا بہت مشکل ہے مولانا عبدالسلام صاحب مبارک پوری (م ۱۳۴۲ھ) نے سیرۃ البخاری میں ۴۶ شروح کا ذکر کیا ہے، جو عربی، فارسی، اردو میں ہیں[۱]

یہاں صرف بخاری کی تین مشہور شروح کا مختصر تذکرہ اور برصغیر پاک و ہند میں الجامع الصحیح کی اہل علم نے جو خدمت کی ہے۔ ان میں سے چند معروف و مشہور کتابوں کا تذکرہ پیش خدمت ہے۔ تین مشہور و معروف شروح یہ ہیں:۔

۱۔ فتح الباری۔ ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ)

۲۔ عمدۃ القاری۔ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد العینی (م ۸۵۵ھ)

۳۔ ارشاد الساری۔ شہاب الدین احمد بن محمد الخطیب القسطلانی (م ۹۲۳ھ)

فتح الباری | فتح الباری الجامع الصحیح کی مشہور و معروف شرح ہے اور اس شرح کی نسبت مشہور مقولہ ہے۔

لاهجرة بعد الفتح

علامہ ابن خلدون (م ۸۰۸ھ) نے اپنے مقدمہ میں لکھا ہے کہ بخاری کی شرح کا دین اُمت پہ باقی ہے۔ حالانکہ اس وقت کئی شرحیں منصہ شہود پہ آچکی تھیں۔ علامہ ابن خلدون کا مقصد یہ تھا کہ صحیح بخاری کے وہ نکات جو فنِ حدیث اور رجال سے متعلق ہیں یا وہ تدقیقات فقیہہ جو تراجم الابواب سے تعلق رکھتے ہیں، اُن پہ آج تک کسی نے محققانہ بحث نہیں کی ہے

[۱] سیرۃ البخاری ص ۲۰۶ تا ۲۵۱۔

جب علامہ ابن حجر (م ۸۵۲ھ) نے فتح الباری مکمل کر لی اور حافظ سخاوی (م ۹۰۲ھ) کی نظر سے گزری تو اتنا فرمایا کہ ابن خلدون نے جو فرمایا تھا کہ بخاری کی شرح کا دین امت پہ باقی ہے اب یہ دین ادا ہو گیا ہے[1] حافظ ابن حجر نے اس شرح پر یہ قاعدہ کلیہ استعمال کیا ہے کہ

جس مقصد کے لیے جہاں اس حدیث کو امام بخاری لاتے ہیں، اس کی شرح و بسط سے وہاں کام لیتے ہیں اور پوری حدیث کی شرح کا حوالہ دوسری جگہ پہ محمول کر دیتے ہیں۔ جہاں پوری حدیث کی شرح لکھی ہے۔ تحقیقات و تدقیقات کے اعتبار سے یہ شرح اپنی نظیر آپ ہے۔

محققین جس رفعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اس کے لیے لا ھجرۃ بعد الفتح کا جملہ کافی ہے۔ حافظ ابن حجر نے اس شرح کا آغاز ۸۱۷ھ میں کیا اور ۸۴۲ھ میں یہ شرح پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ اس کا مقدمہ علیحدہ ہدی الساری کے نام سے لکھا، جس کی ذیل فصلیں ہیں اور ہر فصل کے ضمن میں بہت سی فصلیں ہیں ۔۔۔ اس مقدمہ میں حافظ ابن حجر نے بہترین علمی نکات بیان کیے ہیں اور اس کی مختصر تفصیل اس طرح ہے۔

فصل نمبر ۱ صحیح بخاری کی تالیف کے اسباب۔
" نمبر ۲ صحیح بخاری کا اصل موضوع اور شروط
" نمبر ۳ احادیث کی تقطیع اور اختصار
" نمبر ۴ احادیثِ مرفوعہ کے معلق لانے اور آثارِ مرفوعہ کا ذکر
" نمبر ۵ الفاظ غریبہ و مشکلہ کا حل
" نمبر ۶ بخاری میں مذکور اسماء، القاب اور کنیتوں کا ذکر
" نمبر ۷ امام بخاری کے شیوخ کی توضیح جن کو امام بخاری نے مبہم ذکر کیا۔
" نمبر ۸ ان احادیث کا سلسلہ سند کا ذکر جن پر امام دارقطنی یا دیگر نقادِ فن نے تنقید کی تھی۔
" نمبر ۹ ان رواۃ کا ذکر جن پر بعض محدثین نے کلام کیا۔
" نمبر ۱۰ کتاب کے ابواب کی خاصی فہرست۔

---

[1] الضوء اللامع ص ۱۲

مقدمہ کے آخر میں امام بخاری کی سیرت اور بقیہ تالیفاتِ امام بخاری و تلامذہ کے حالات لکھے ہیں۔ فتح الباری مع مقدمہ ۱۴ جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔

عمدۃ القاری علامہ عینی (م ۸۵۵ھ) نے اس شرح کی تالیف کا آغاز ۸۲۱ھ میں کیا۔ اور ۸۴۷ھ میں اس کی تکمیل کی۔ علامہ عینی نے اپنی اس تصنیف میں فتح الباری سے بہت مدد لی۔ یہ شرح بہت عمدہ ہے۔ مطالب کی توضیح تو خوب کرتی ہے، لیکن اسے فتح الباری کی سی شہرت نصیب نہ ہوئی۔ کسی ماہرِ فن کا یہ قول بہت صحیح ہے۔

الاول فتح الباری مفید للکملۃ والثانی العینی مفید للطلبۃ

فتح الباری فقیہوں کے لیے مفید ہے اور عینی بتدیوں کے لیے۔

علامہ عبدالحی لکھنوی (م ۱۳۰۴ھ) لکھتے ہیں:

حیث قال و یفضل الاول (فتح الباری) علی الثانی (عمدۃ القاری) تحقیقاً وتنقیداً والثانی علی الاول توضیحاً وتفصیلاً

فتح الباری کو عینی پر بحیثیت تحقیق و تنقید کے فضیلت ہے اور عینی کو بحیثیت تفصیل اور توضیح مطلب کے۔

یہ شرح بھی چھپ چکی ہے۔

ارشاد الساری یہ شرح حاملِ متن ہے۔ اس شرح میں مشکلات کا حل کیا ہے۔ مبہمات کو واضح کیا گیا ہے۔ ایک صاحبِ درس آدمی کے لیے یہ شرح بہت مفید ہے مصنّف خود فرماتے ہیں۔

ولم انحاش من الاعادۃ فی الافادۃ عند الحاجۃ الی البیان

یہ شرح بڑی بڑی شروح کی تلخیص ہے بالخصوص فتح الباری تو اس کا اصل ماخذ ہے۔

اس شرح میں پہلے ایک مقدمہ لکھا گیا ہے، جس میں کئی فصلیں ہیں۔ ۱۔ فضیلتِ علمِ حدیث۔ ۲۔ جن لوگوں نے فنِ حدیث کو پہلے جمع کیا اور جو ان کے بعد آئے۔ ۳۔ اصولِ حدیث۔ ۴۔ صحیح بخاری کی شروط اور ترجیح۔ ۵۔ امام بخاری کی سیرت، شروحِ بخاری۔ یہ شرح مع مقدمہ کے طبع ہو چکی ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں بخاری کی مشہور و معروف شروح الجامع الصحیح پر برصغیر میں ہر مکتبِ فکر کے اہلِ قلم نے بہترین علمی خدمات سر انجام دی ہیں۔ ان سب کا تذکرہ مقالہ کو طول دینا ہے۔ تاہم چند مشہور و معروف

شروح، حواشی، تعلیقات اور اردو تراجم کا تذکرہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ تیسیر القاری (فارسی) علامہ نور الحق بن شیخ عبد الحق محدث دہلوی (م ۱۰۷۳ھ)

۲۔ عون الباری بحل ادلۃ البخاری (عربی) محی السنۃ مولانا سید نواب صدیق حسن خان قنوجی رئیس بھوپال (م ۱۳۰۷ھ)

۳۔ حل صحیح بخاری (حواشی عربی) مولانا احمد علی سہارن پوری (م ۱۲۹۷ھ)

۴۔ حل صحیح بخاری یعنی نسخہ عتیقہ صحیحہ مع حل و مشکلات و حواشی و جمیع نسخ (عربی) ۳۰ جلد از شیخ الکل مولینا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ)

۵۔ فیض الباری (عربی) از علامہ انور شاہ کشمیری (م ۱۳۵۲ھ)

۶۔ تراجم البخاری شرح ثلاثیات البخاری (عربی) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ)

۷۔ فضل الباری ترجمہ ثلاثیات البخاری (عربی) علامہ شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ)

۸۔ الداری الاشرات فی ترجمۃ ما فی البخاری من الثلاثیات (عربی) مولانا شیخ قاضی مچھلی شہری (م ۱۳۲۰ھ)

۹۔ تخریج آیات الجامع الصحیح البخاری (عربی) مولانا ابوسعید شرف الدین محدث دہلوی (م ۱۳۸۱ھ)

۱۰۔ الفاری فی ثلاثیات البخاری (عربی) مولانا سید نواب صدیق حسن خاں (م ۱۳۰۷ھ)

۱۱ صمصام الباری علی عنق جارح البخاری (عربی) مولانا محمد ویلکا ولی (م ۱۳۵۰ھ)

۱۲۔ حواشی علی الصحیح البخاری (عربی) مولانا عزیز زبیدی و مولانا محمد عطاء اللہ حنیف (غیر مطبوعہ)

۱۳۔ تیسیر الباری (اردو) مولانا وحید الزمان حیدر آبادی (م ۱۳۳۸ھ)

۱۴۔ فضل الباری (اردو) مولانا حافظ ابو الحسن محمد سیالکوٹی (م ۱۳۲۵ھ)

۱۵۔ نصرۃ الباری (اردو) مولانا عبد الاول غزنوی (م ۱۳۱۳ھ)

۱۶۔ حل مشکلات بخاری (اردو) مولانا ابو القاسم سیف بخاری (م ۱۳۶۹ھ)

۱۷۔ تہر اس الساری فی اطراف البخاری (عربی) مولانا عبد العزیز گوجرانوالہ (م ۱۳۵۹ھ)

اس کتاب میں صحیح بخاری کے اطراف جمع کیے ہیں اور ایک ایک حدیث کے بارے میں بتایا ہے کہ وہ کس کس باب میں مختصر یا مطول آئی ہے اور فتح الباری اور عمدۃ القاری کے صفحات بھی ذکر کر دیئے ہیں[2]

---

[1] ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات ص ۴۲ ۔ [2] سیرۃ البخاری ص ۲۴۸